حجیت اجماع وقیاسِ شرعی

قیاس شرعی: قرآن پاک میں اللہ تعالی نے تین قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) وہ لوگ جو اولوا الالباب، اولوا الابصار، اہل الذکر، فقہاء اہل استنباط ہیں ان کو حکم دیا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار ۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی تفسیر الاکلیل میں فرماتے ہیں الاعتبار ھو القیاس حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور حافظ عینیؒ بھی شروح بخاری میں فرماتے ہیں و القیاس[1] ھو الاعتبار و الاعتبار مامور بہ فالقیاس مامور بہ و ذلک قولہ تعالی فاعتبروا یا اولی الالباب فکان حجۃ

(حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۶ ف ع)

(۲) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اولوا الامر کی اطاعت کا حکم دیا اور اولوا الامر کے متعلق فرمایا لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم (النساء) اور استنباط کا معنی یہ ہے کہ کنواں کھود کر زمین کی تہہ میں جو پانی خدا تعالی نے پیدا فرمایا ہے اس کو ظاہر کر دینا اسی طرح مجتہد کتاب وسنت کے الفاظ کی تہہ میں جو خدا رسول ﷺ کے احکام پوشیدہ ہوتے ہیں ان کو ظاہر کر دیتا ہے القیاس مظھر لا مثبت پس مجتہد کا کتاب وسنت سے احکام کا استنباط کرنا اجتہاد ہے اور غیر مجتہد کا ان کے احکام مستنبطہ کی طرف رجوع کرنا تقلید ہے۔

(۳) و ما کان المؤمنون لینفروا کافۃً فلو لا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون[2] (التوبہ) علامہ سرخسیؒ مبسوط کے دیباچہ میں فرماتے ہیں ان اللہ جعل ولایۃ الانذار

[1] اعتبار کا معنی قیاس اور جب اعتبار کا حکم ہے فاعتبروا میں تو گویا کہ قیاس کا بھی حکم ہوا پس قیاس بھی حجت ہوگا۔ [2] سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جہاد میں جایا کرے تا کہ یہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تا کہ یہ لوگ اپنی قوم کو جبکہ وہ ان کے پاس واپس آئیں ڈراویں تا کہ وہ دین کی باتیں سن کر برے کاموں سے بچیں۔

للفقهاء ۳؎ اور خود حضور ﷺ فرماتے ہیں نضر اللّٰہ عبداً سمع مقالتی فوعاها ثم اداها الی من لم یسمعها فرب حامل فقه لا فقه له ورب حامل فقه الی من هو افقه منه ۴؎ الحدیث (دارمی ج۱ ص۷۵ و اللفظ لابن ماجة ص۲۱ مستدرك حاکم ج۱ ص۸۶ و قال الحاکم و الذهبی علی شرطهما۔ مجمع الزوائد ج۱ ص۱۳۹ و قال الهیثمی رجاله موثقون) امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث مشہور ہے (معرفۃ علوم الحدیث ص۹۲) علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں یہ متواتر ہے (مفتاح الجنۃ ص۵) نواب صدیق حسن فرماتے ہیں یہ حدیث سولہ صحابہ سے مروی ہے (الحرز المکنون ص۹) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حدیث سے اصل مقصود فقہ ہے اور فقہ صرف الفاظ حدیث یا لفظی ترجمہ کا نام نہیں بلکہ اس کا معنی ہے الشق والفتح یعنی وہ فقہی مسائل کا استخراج فرمائیں اور اپنے فقہی مسائل کو واسطہ انذار بنائیں چنانچہ فقہاء صحابہ کے ہزاروں فتاویٰ مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہیں انہی فقہی فتاویٰ پر عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں بہرحال خدا اور رسول ﷺ کے نزدیک قرآن و حدیث میں فقیہ کا فہم حجت ہے نہ کہ عوام کالانعام کا۔

(۴) عن عمرو بن العاص و ابی هریرة رضی اللّٰه عنهما انه سمع رسول اللّٰه ﷺ یقول اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران و اذا حکم فاجتهد ثم اخطأ فله اجر (بخاری ج۲ ص۱۰۹۲، مسلم ج۲ ص۷۶، نسائی ج۲ ص۲۶۲، ترمذی ص۲۱۰، ابو داؤد ج۲ ص۷۰) ۵؎

قال العلماء اجمع المسلمون ان هذا الحدیث فی حاکم عالم اهل للحکم فان اصاب فله اجران اجر باجتهاده اجر باصابته و ان اخطأ فله اجر باجتهاده ..... قالوا فاما من لیس باهل للحکم فلا یحل له فان حکم فلا اجر له

۳؎ اللہ نے ڈرانے کا کام فقہاء کے سپرد کر دیا ہے۔ ۴؎ یعنی اللہ اس شخص کا چہرہ تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سن کر اس کو یاد کیا اور پھر آگے نہ سننے والوں تک پہنچایا کیونکہ بعض فقہ کے اٹھانے والے فقیہ نہیں ہوتے اور ان تک پہنچاتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہیں۔ ۵؎ یعنی جب اہل اجتہاد اجتہاد کر کے حکم دیتا ہے اور درست فیصلہ کرتا ہے تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے اور اگر غلطی کرتا ہے تو اسے ایک اجر ملتا ہے۔

بل هو آثم و لا ينفذ حكمه، سواء وافق الحق ام لا لان اصابته اتفاقية ليست صادرة عن اصل شرعي فهو عاص في جميع احكامه سواء وافق الصواب ام لا و هي مردودة كلها لا يعذر في شيء من ذلك و قد جاء في الحديث في السنن القضاة ثلاثة قاض في الجنة و اثنان في النار قاض عرف الحق فقضى به فهو في الجنة و قاض عرف الحق فقضى بخلافه فهو في النار و قاض قضى على جهل فهو في النار (نووی ج۲ ص۷۶)ؔ

امام نوویؒ تہذیب الاسماء میں داؤد ظاہری کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

قال امام الحرمين ذهب اليه اهل التحقيق ان منكري القياس لا يعدون من علماء الامة و حملة الشريعة لانهم معاندون مباهتون فيما ثبت استفاضة و تواتراً لان معظم الشريعة صادرة عن الاجتهاد و لا تفي النصوص بعشر معشارها و هولاء ملتحقون بالعوامؔ اس سے معلوم ہوا کہ منکرین قیاس نہ اولوا الامر ہیں نہ اولوا الالباب۔

حدیث بخاری: سردار نے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اور ماتحت صحابہ نے قیاس کیا کہ آگ سے بچنے کے لئے ہی تو ہم ایمان لائے ہیں اب بھی ہم آگ میں کیوں کود یں آنحضرت ﷺ نے ظاہر پرستی کے مقابلہ میں قیاس کو سراہا۔

وکیع کا جو قول ترمذی نے لکھا ہے وہ تبع تابعی ہے دوسرے اس کو امام کا مسلک مکمل معلوم نہیں مثل حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نماز میں شیطان کا حصہ داخل نہ کر لینا۔

(۵) عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ ان اعرابياً اتى رسول الله ﷺ فقال ان

ؔ یعنی امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ علماء کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ مذکورہ بالا حدیث اہل اجتہاد کے بارے میں ہے پس وہ اجتہاد کر کے درست فیصلہ کرے تو دو اجر، ایک اجتہاد کا اور دوسرا درستگی کا اور اگر غلطی کرے تو بھی اجتہاد پر ایک اجر ملتا ہے لیکن جو اہل نہ ہو اور پھر اجتہاد کرے تو وہ گنہگار ہے اور اسے کوئی اجر نہیں ملے گا خواہ درست فیصلہ ہی کیوں نہ دے اور اس کا فیصلہ مردود ہے۔ ؔ امام الحرمین فرماتے ہیں کہ محققین کہتے ہیں قیاس کے منکرین علماء امت نہیں اور حاملین شریعت نہیں کیونکہ ایسی چیزوں کے منکر ہیں جو شہرت و تواتر سے ثابت ہیں۔ کیونکہ شریعت کا بڑا حصہ اجتہاد سے ثابت ہے۔

امر أتي ولدت غلاماً اسود انی انکرته فقال له رسول الله ﷺ هل لك من اهل قال نعم قال فما الوانها قال حمر قال فهل فيها من اورق قال ان فيها لورقاً قال فانی تری ذلك جاء قال يا رسول الله عرق نزعها قال و لعل هذه عرق نزعه و لم يرحض له فی الانتفاء منه (بخاری ج۲ ص۱۰۸۸) ۸

(۲) عن ابن عباس رضی الله عنهما ان امرأة جاءت الی النبی ﷺ فقالت ان امی نذرت ان تحج فماتت قبل ان تحج أ فاحج عنها قال نعم حجی عنها ارأيت لو كان علی امك دين أكنت قاضية قالت نعم قال اقضوا الذی له فان الله احق بالوفاء ۹ (بخاری ج۲ ص۱۰۸۸) و احتج المزنی بهذين الحديثين علی من انكر القياس و قال اول من انكر القياس ابراهيم النظام و تبعه بعض المعتزلة و داؤد بن علی وما اتفق عليه الجماعة و هو الحجة فقد قاس الصحابة و من بعد هم من التابعين و فقهاء الامصار ۱۰ (حاشیہ بخاری ص۱۰۸۸) قال المزنی الفقهاء من عصر رسول الله ﷺ الی يومنا وهلم جرا اشتهوا المقائيس فی الفقه فی جميع الاحكام ۔ فی امر دينهم قال و اجمعوا ان نظير الحق حق و

۸ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میری بیوی نے کالا بچہ جنا ہے تو میں نے اس کا انکار کر دیا ہے (کیونکہ میں سفید ہوں) اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرا خاندان بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے کہا سرخ۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا ان میں کوئی سانولا بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ تب آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیسے ہو گئے؟ اس نے کہا کہ بنیاد کا اثر ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی کوئی بنیاد ہوگی جو ظاہر ہوگئی۔ اس لئے آپ ﷺ نے اسے نفی کرنے (لعان) کی اجازت نہ دی۔ ۹ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن حج سے قبل ہی وفات پا گئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے حج کر۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس پر کسی کا قرضہ ہوتا تو کیا اسے ادا کرتی؟ تو اس نے کہاں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر قرض والے کا قرضہ ادا کر، اور اللہ تو اس بات کا زیادہ حق دار ہے اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔ ۱۰ مزنی نے ان دونوں حدیثوں سے منکرین قیاس کے خلاف دلیل پکڑی ہے اور کہا ہے کہ قیاس کا پہلا منکر ابراہیم نظام ہے اور معتزلہ نے اس کی پیروی کی حالانکہ جس چیز پر جماعت کا اتفاق ہو جائے وہ حجت ہے اور صحابہ و تابعین اور فقہاء اجتہاد کرتے آئے ہیں اور اس انکار کے حجت ہونے پر اجماع ہے۔

نظیر الباطل باطل قال فلا یجوز لاحد انکار القیاس لانه التشبیه بالامور و التمثیل لها (جامع بیان العلم ج۲ ص٦٦)

(۷) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں انما اقضی بینکم برأیی فیما لم ینزل علی فیه [۱] (ابو داؤد ج۲ ص ۷۱ فی قضاء القاضی اذا اخطأ)

(۸) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان ابا بکر اذا نزلت به قضیة فلم یجد فی کتاب اللّٰه منها اصلاً و لا فی السنة اثراً فاجتهد برأیه ثم قال هذا رأیی فان یکن صواباً فمن اللّٰه وان یکن خطأ فمنی و استغفر اللّٰه [۲] (جامع بیان العلم ج۲ ص ۵۱، طبقات ابن سعد ج۳ص١٣٦)

(۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب مسئلہ کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ میں نہ ملتا رؤوس الناس و خیارهم فاستشارهم فاذا اجتمع رأیهم علی امر قضی به [۳] (دارمی ص۵۸)

(۱۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو تحریر فرمایا جب کوئی فیصلہ آئے تو پہلے کتاب اللہ سے فیصلہ کر اگر کتاب اللہ سے نہ ملے تو سنت رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرنا اگر سنت سے بھی نہ ملے تو جس پر اجماع ہو اس کے مطابق فیصلہ کرنا اگر اجماع سے بھی نہ ملے تو اپنی رائے سے اجتہاد کرنا (جامع بیان العلم ج۲ ص۵٦ ج۲ ص۵۷، ج۲ ص۵۹)

(۱۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب فتویٰ دیتے تو فرماتے هذا رأی عمر فان کان صواباً فمن اللّٰه وان کان خطأ فمن عمر رضی اللہ عنہ [۴] (میزان شعرانی ج۱ ص۴۹)

(۱۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آخری بیماری میں کہا فقال عثمان رضی اللہ عنہ ان نتبع رأیك (ای فی وراثة الجد) فهو رشد و ان نتبع رأی الشیخ

---

[۱] حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس مسئلہ کی بابت مجھ پر کوئی چیز نازل نہ ہو میں اس میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔

[۲] حضرت ابوبکرؓ کے پاس کوئی مقدمہ آتا اور آپ اس بارے میں کوئی فیصلہ قرآن وسنت میں نہ پاتے تو اپنی رائے سے فیصلہ فرماتے اور فرماتے کہ میری رائے ہے، اگر درست ہے تو اللہ کی طرف سے ورنہ میری طرف سے۔

[۳] یعنی علماء کو جمع فرماتے اور ان سے مشورہ لیتے پس جس فیصلہ پر ان کی رائے مجتمع ہو جاتی تو اس کا فیصلہ فرمادیتے۔

[۴] یعنی یہ میری رائے ہے، اگر درست ہے تو اللہ کی طرف سے ورنہ میری طرف سے۔

قبلك فنعم ذو الرأى كان ۵ا(مستدرك حاكم ج ٤ص ٠ ٣٤ قال الحاكم و الذهبى صحيح)

(۱۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہی اس شرط پر کی گئی کہ وہ کتاب وسنت اور سنت العمرین کا اتباع کریں گے۔ (شرح فقہ اکبر ج اص ۷۹)

(۱۴) (حضرت علی رضی اللہ عنہ) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد بیعت کا مشورہ ہوا تو سب ارباب حل وعقد کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا احكم بكتاب الله و سنة رسوله و اجتهد بر أيى ۱۲(شرح فقہ اکبر ص ۷۹) نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ھیں سئل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن العزم فقال مشاورة اهل الرأى ثم اتباعهم ۷ا(ابن كثير ج ۱ ص ۲۰) نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ! اگر ہمیں کوئی ایسا معاملہ در پیش ہو جس میں نہ امر ہو نہ نہی تو آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقہاء اور عابدین سے مشورہ کرو (مجمع الزوائد ج اص ۱۷۸ رجالہ موثقون)

(۱۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ میں مفتی تھے آپ کا معمول یہ تھا کہ کتاب وسنت کے بعد حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما سے ثبوت نہ ملتا تو قال فيه برأيه (دارمی ج اص ۵۹ مستدرک وقال الحاکم والذھبی صحیح ج اص ۱۲۷ ونحوہ فی سنن البیہقی ج اص ۱۱۵ جامع بیان العلم ج ۲ص ۵۷و ۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہزاروں فتاوی مصنف عبدالرزاق ومصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہیں جن میں آپ نے دلیل ذکر نہیں کی۔

(۱۶) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (مدینہ منورہ میں) مدینہ میں آپ کا فتوی چلتا تھا اور اہل مدینہ آپ کی تقلید شخصی کرتے تھے حتی کہ اہل مدینہ نے حضرت ابن عباس

۵ا یعنی اگر میں آپ کی رائے کا اتباع کروں تو بھی درست ہے اور اگر آپ سے شیخ (ابوبکر) کی رائے کا اتباع کروں وہ بھی بہت اچھی رائے والے تھے۔ ۱۶ یعنی میں اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کروں گا اور ان کا کوئی حکم نہ ہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ ۷ا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عزم کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل رائے سے مشورہ کرنا اور ان کی پیروی کرنا عزم ہے۔

رضی اللہ عنہما سے کہہ دیا تھا لا ناخذ بقولك و ندع قول زيد ۱۸؎ بخاری ج ۱ ص ۲۳۷) لا نتبعك يا ابن عباس و انت تخالف زيدا ۱۹؎ (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۷۷۴ نحوہ فی فتح الباری ج ۳ ص ۴۶۳) آپ جب فتویٰ دیتے تو فرماتے انما اقول برأیی ۲۰؎ (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۵۸، بیہقی ج ۱ ص ۱۱۵)

(۱۷) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صدر دار العلوم کوفہ میں مفتی تھے آپ کا منشور یہ تھا فمن عرض له منكم قضاء بعد اليوم فليقض بما في كتاب الله فان جاءه امر ليس في كتاب الله فليقض بما قضى به نبيه ﷺ فان جاء امر ليس في كتاب الله و لا قضى به نبيه ﷺ فليقض بما قضى به الصالحون فان جاء امر ليس في كتاب الله و لا قضى به نبيه ﷺ و لا قضى به الصالحون فليجتهد برأيه ۲۱؎ الحديث و الحديث جيد۔ (نسائی ص ۲٦٤ باب الحكم باتفاق اهل العلم) اور دارمی کے الفاظ یہ ہیں فان لم يكن فيما اجتمع عليه المسلمون فاجتهد برأيك ۲۲؎ (ج ۱ ص ٦١، جامع بيان العلم ج ۲ ص ٥٧) وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انه قال في غير ما مسألة اقول فيه برأي (جامع بيان العلم ج ۲ ص ٥٧)

(۱۸) حضرت ابی بن کعب، حضرت ابو درداء اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم بھی رائے سے فتویٰ دیتے تھے (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۵۸)

(نوٹ) حافظ ابن عبد البرؒ نے تابعین میں سے ہر شہر کے اہل الرائے کی علیحدہ علیحدہ فہرست درج فرمائی ہے (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۶۱، ۶۲)

قال ابن عبد البر لا خلاف بين فقهاء الامصار و سائر اهل السنة و

۱۸؎ ہم زید کا قول چھوڑ کر آپ کا فتویٰ نہیں لے سکتے (یعنی ایک علاقہ میں ایک مفتی کے فتویٰ پر عمل ہوتا تھا)۔ ۱۹؎ اے ابن عباس ہم آپ کا اتباع نہیں کر سکتے کیونکہ آپ زید کی مخالفت کرتے ہیں۔ ۲۰؎ یعنی میں اپنی رائے سے کہہ رہا ہوں۔ ۲۱؎ یعنی جس کے پاس کوئی مقدمہ آئے تو وہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرے، اور اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کرے، اور اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں نہ ہو تو سلف صالحین کی تقلید کرتے ہوئے ان کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں نہ ہو اور نہ ہی سلف صالحین سے اس بارے میں کوئی فیصلہ منقول ہو تو اجتہاد کرے اور اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کرے۔ ۲۲؎ اگر اس مسئلہ پر اجماع نہ ہو تو اجتہاد کرے۔

هم اهل الفقه و الحدیث فی نفی القیاس فی التوحید و اثباته فی الاحکام الا داؤد بن علی [۲۳] (جامع بیان العلم ج۲ ص ۷٤) قرآن پاک میں ایک بھی آیت اور پورے ذخیرہ حدیث میں ایک بھی صحیح حدیث موجود نہیں جس میں فقہ و اجتہاد کو کفر وشرک اور فقیہ و مجتہد کو کافر مشرک یا ان کے اجتہادی اور فقہی مسائل پر چلنے والوں کو کافر و مشرک اور گنہگار کہا گیا ہو هل من مبارز یبارز نی * یدہ باید۔

(۱۹) عن عبد اللّٰہ بن عمرو ﷺ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ العلم ثلاثۃ آیۃ محکمہ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ و ما سوی ذلك فهو فضل (ابوداؤد ج۲ص۱۶۹ ابن ماجہ ص۶) فریضہ عادلہ اشارہ ہے اجماع وقیاس کی طرف۔ فریضہ اس کو اس لئے کہا کہ اس پر عمل واجب ہے جیسے کتاب وسنت پر اور عادل کے معنی بھی یہی ہیں (یعنی حجت ہونے میں برابر) اس حدیث کے حاصل معنی یہ ہوئے کہ دین کے اصول چار ہیں کتاب وسنت واجماع وقیاس اور جو علم ان کے سوا ہیں وہ زائد ہیں اور بے معنی ہیں (حاشیہ غزنویاں غیر مقلدین بر مشکوۃ ج۱ص۲۶)

(۲۰) غیر مقلدین کے حاشیہ قرآن فوائد سلفیہ میں آیت اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم پر لکھا ہے اگر کسی بات پر قرآن وحدیث سے تصریح نہیں ملے گی تو اجماع و اجتہاد کی طرف رجوع کیا جائے گا کیونکہ یہ بھی دونوں کتاب وسنت کے فروع میں سے ہیں (ترجمہ وحید الزمان ج۱ص۱۸۱)

(نوٹ) علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں صحابہ سے قیاس پر عمل کرنا وقت نہ ہونے نص کے متواتر ثابت ہے اگر چہ تفصیل ان کی احاد سے پہنچی ہے (توضیح تلویح ص ۳۶۷) یعنی تواتر قدر مشترک ہے اور علامہ کی یہ بات نہایت درست ہے کیونکہ صرف ایک کتاب مصنف عبد الرزاق میں صحابہ وتابعین کے سترہ ہزار سے زائد اجتہادی فتاویٰ موجود ہیں جو دلیل تواتر قدر مشترک کی ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا الأیات بعد

---

۲۳ یعنی تمام فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ توحید (عقائد) میں قیاس نہیں لیکن احکام میں قیاس ہے اس میں صرف داؤد بن علی کا اختلاف ہے۔

المائتین چنانچہ اس پیش گوئی کے موافق پہلا منکر قیاس ابراہیم بن سیار النظام پیدا ہوا، اور اس کی پیروی میں سب سے پہلے معتزلہ نے قیاس شرعی کے حجت ہونے کا انکار کیا (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۶۲) قرآن پاک میں چاروں دلائل کا ذکر ہے خدا اور رسول کی اطاعت کے بعد اولوالامر کی اطاعت کا حکم ہے جو اہل استنباط یعنی مجتہدین ہیں اسی طرح فقہاء کی بات ماننے کا بیان ہے اور اجماع کے حجت ہونے کا بھی ذکر ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی و نصله جهنم و ساءت مصیرا [۲۴] (النساء ۱۱۵، پ ۵)

غیر مقلدین کے حواشی سلفیہ میں ہے ''اور کسی اجماعی مسئلے کی مخالفت کرنا بھی غیر مومنین کی راہ پر چلنا ہے (قرطبی) امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ وہ اجتماعی طور پر غلطی اور خطاء سے محفوظ رہی ہے اور رہے گی یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ ساری امت صدیوں ایک غلط راہ پر چلتی رہے اس بارے میں بہت سی صحیح حدیثیں وارد ہیں حتیٰ کہ بعض علماء ان کے تواتر کے قائل ہیں۔ امام شافعیؒ نے اجماع کے حجت ہونے کا اسی آیت سے استنباط کیا ہے اور یہ استنباط بہت قوی اور عمدہ ہے (ابن کثیر) شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب معارج الوصول میں اس پر مفصل بحث کی ہے اور امام شافعیؒ کے استدلال کی پُر زور تائید کی ہے (م،ع) (فوائد سلفیہ ص ۱۱۴، ج ۲) پھر قرآن پاک میں ادلہ اربعہ کے ساتھ خصوصاً تابعین کے مسلک پر رضی اللّٰہ عنهم و رضوا عنه کا وعدہ ہے اور و آخرین منهم میں عجمی مجتہد کی فضیلت کا بیان ہے جو امام ابوحنیفہؒ ہیں اور پھر ثلة من الاولین اور ثلة من الاخرین میں کثرت و مقبولیت عامہ کا ذکر ہے جو عموماً اہل سنت والجماعت اور خصوصاً احناف کو حاصل ہے اس لئے اہل قرآن (منکرین حدیث) اہل حدیث (منکرین اجماع و قیاس) کا دعویٰ عمل بالقرآن ناقص ہے اور اہل سنت والجماعت کا دعویٰ عمل بالقرآن کامل ہے کیونکہ ادلہ اربعہ کو مانتے ہیں اور خصوصاً احناف کو اہل سنت والجماعت میں بھی برتری

[۲۴] جو ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور مسلمانوں کے اجماعی مسلک کے خلاف چلے تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اسے جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

حاصل ہے۔

ائمہ مجتہدین میں سے وہ کونسا مجتہد ہے جس نے اپنا مسلک خیر القرون میں مدون فرمایا ہو والذين اتبعوهم باحسان رضی اللّٰه عنهم و رضوا عنه ۲۵ وہ اہل عجم سے ہو و آخرين منهم اس کے مسلک کو پوری دنیا میں قبولیت عام نصیب ہوئی ہو اس کے مقلدین اس کثرت سے ہوں کہ ثلة من الاولين اور ثلة من الاخرين کے مصداق ہوں۔

صحیح بخاری: امام بخاری نے صحیح میں قرآن پاک کی آیات سے بھی استدلال کیا ہے اور احادیث سے بھی، اجماع امت کو بھی حجت ثابت کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی حدیث نقل فرماتے ہیں تلزم جماعة المسلمين و امامهم ۲۶ (ج ۱ ص ۵۰۹) و من فارق الجماعة شبراً فمات الا ميتة جاهلية ۲۷ (ج ۲ ص ۱۰۴۵) اور جماعت اور اطاعت امام سے خارج ہونے والوں کے قتل تک کا حکم دیا ہے یاتی فی آخر الزمان قوم حدثاء الاسنان سفهاء الاحلام (ج ۱ ص ۵۱۰) يقولون من قول خير البرية يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية لا يجاوز ايمانهم حناجرهم فاينما ثقفتموهم فاقتلوهم فان قتلهم اجر لمن قتلهم يوم القيامة (ج ۲ ص ۷۵۶) يخرج فيكم قوم تحقرون صلاتكم مع صلاتهم و صيامكم مع صيامهم و عملكم مع عملهم يقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ۲۸ (ج ۲ ص ۷۵۶) یعنی وہ لوگ آخری زمانہ کی پیداوار ہوں

۲۵ جو صحابہ کی اخلاص کے ساتھ اتباع کرے اللہ اس سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ ۲۶ یعنی جماعت اور مسلمانوں کے امام کی اتباع کرو۔ ۲۷ یعنی جو ذرہ بھر بھی جماعت سے الگ ہوگا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ ۲۸ یعنی آخر زمانہ میں ایک قوم آئے گی جو چھوٹی عمر کے بیوقوف ہوں گے، وہ بات حضور ﷺ کی کریں گے لیکن وہ خود اسلام سے ایسے نکلتے ہوں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے نرخروں سے تجاوز نہیں کرے گا۔ پس جہاں بھی تم ان پر قابو پاؤ ان کو قتل کرو اور قتل کرنے والے کو قیامت کے دن اجر ملے گا۔ وہ لوگ تمہاری نمازوں، روزوں اور ہر قسم کے اعمال کو اپنے عملوں کے مقابلے میں گھٹیا سمجھیں گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے نرخروں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکلتے ہوں گے جیسے تیر کمان سے۔

گے۔ ان میں شریک ہونے والے اکثر کم عمر (علمی بونے) ہوں گے اور ان کی جماعت فقہاء سے خالی ہوگی، گلہ پھاڑ پھاڑ کر قرآن، حدیث پڑھیں گے (تھوتھا چنا باجے گھنا) مگر گلے سے آگے اثر نہیں ہوگا نہ دل نہ ہر مقام قبولیت تک پہنچے گا، دین ایمان سے تیر کی طرح کورے ہوں گے، اسی طرح امام بخاریؒ نے اجتہاد وقیاس شرعی کے حجت ہونے کے دلائل بھی ذکر فرمائے ہیں بلکہ مجتہد سے خطا بھی ہو جائے تو اجتہاد کا اجر ملے گا (ج ۲ ص ۱۰۹۲) پھر خود آنحضرت ﷺ کا انسان کے بچے کو اونٹ کے بچے پر قیاس فرمانا اور حج کو قرضے پر قیاس فرمانا روایت فرمایا ہے (ج ۲ ص ۱۰۸۸) پھر حضرت سلیمان کا قیاس (ج ۱ ص ۴۷۷) اور صحابہ کا بنی قریظہ کو جاتے ہوئے اجتہاد کرنا اور آنحضرت ﷺ کا دونوں پہلوؤں کی تصویب فرمانا (ج ۲ ص ۲۹۱) پھر (ج ۱ ص ۱۷، ۱۸) پر فقہ کی خیریت کی احادیث نقل فرمائیں۔ اور با جماع اصول فقہ چار ہیں، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع امت، قیاس شرعی، فقہ کو ماننا دلائل اربعہ کو تسلیم ہے اس لئے دلائل اربعہ کو ماننے والے بخاری کو ماننے والے ہیں نہ کہ اجماع وقیاس کے منکرین، پوری بخاری شریف میں ایک بھی حدیث نہیں کہ اجماع یا فقہ کو ماننے والا کافر یا مشرک یا بدعتی ہے، خود امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ فقہ ثمرۃ الحدیث ہے، خود امام بخاریؒ نے اپنے مسلک کی تائید میں صحابہ، تابعین کے اقوال ذکر فرمائے ہیں جو ان کے قیاسی فتاویٰ ہیں، جب امتی کا اجتہاد حجت ہوا تو بخاریؒ نے خیر القرون کی خیریت کی احادیث صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶۲، ج ۱ ص ۵۱۵، ج ۲ ص ۹۵۱، ج ۲ ص ۹۸۵ پر نقل فرمائی ہیں اور خاص طور پر رجل فارس کی پیش گوئی درج فرمائی ہے۔ (ج ۲ ص ۷۲۷) اور وہ رجل فارس جس نے خیر القرون میں دین حنیف کو مرتب کروایا اور اس ملازمت اور سبقت تدوین شرع حنیف کی وجہ سے ہر شخص کی زبان پر ابوحنیفہ کی کنیت اور امام اعظم کے لقب سے شہرت پائی اور پھر یہ بھی حدیث نقل فرمائی کہ لوگ نااہل جاہلوں کو اپنا رؤس بنائیں گے، وہ رؤس خود گمراہ اور دوسروں کے گمراہ کنندہ ہوں گے چنانچہ آج کل لا مذہبوں نے خیر القرون کے مجتہد رجل فارس کو گمراہ اور دور برطانیہ کے جہال کو اپنا رؤس بنا رکھا ہے۔

الحاصل صحیح بخاری سے اہل سنت والجماعت کی صداقت ظاہر ہوتی ہے جو ادلہ اربعہ کے ماننے والے ہیں اور خصوصاً احناف جو خیر القرون کے مجتہد رجل فارس، فقہ کے باپ امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں ان کی برتری ثابت ہوتی ہے اور لا مذہب احداث الاسنان، سفہاء الاحلام کا ضال مضل اور واجب القتل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

صحیح مسلم: امام مسلمؒ نے بھی ادلہ اربعہ کا ہی ذکر فرمایا ہے تلزم جماعة المسلمین و امامهم (ج۲ ص۱۲۷) من فارق الجماعة شبراً فمات میتة جاهلیة (ج۲ ص۱۲۸) انه ستکون هناة و هناة فمن ارادان یفرق هذه الامة و هی جمیع فاضربوه بالسیف کائناً من کان [۲۹](ج۲ ص۱۲۸) من اتاکم و امرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوه (ج۲ ص۱۲۸) چنانچہ امام و جماعت کی اطاعت سے نکلنے والوں کی نشانیاں بتائیں غائر العینین مشرف الو جنتین ناشز الجبهة کث اللحیة محلوق الراس مشمر الازار (ج۱ ص۳٤۱) یحقر احدکم صلوته مع صلوتهم و صیامه مع صیامهم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة [۳۰] (ج۱ ص۳٤۱) سیما هم التحالق ۔سیخرج فی آخر الزمان قوم احداث الاسنان و سفهاء الاحلام یقولون من قول خیر البریة فاذا لقیتموهم فاقتلوهم فان فی قتلهم اجراً لمن قتلهم عند الله یوم القیامة [۳۱](ج۱ ص۳٤۲) هم شر الخلیقة و اللیقة و اشار بیده نحو المشرق ج۱ ص۳٤۳ **یہ سب علامات لا مذہبوں میں ہیں۔**

اجتہاد: اذا حکم الحاکم فاجتهد ثم اصاب فله اجران و اذا حکم فاجتهد ثم اخطا فله اجر [۳۲](ج۲ ص۷٦) **پھر سلیمانؑ کا دو عورتوں میں قیاس سے فیصلہ دینے کی**

[۲۹] یعنی مجتمع امت میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرے تو اسے قتل کر دو چاہے وہ کوئی بھی ہے (اب پاک و ہند میں فقہ حنفی پر امت مجتمع ہے تو ان میں تفرقہ ڈالنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ [۳۰] اس کا مطلب حاشیہ نمبر ۲۲ پر گزرا۔ [۳۱] اس کا مطلب بھی حاشیہ نمبر ۲۲ پر گزرا۔ [۳۲] اس کا مطلب حاشیہ نمبر د پر گزر چکا۔

حدیث لائے ہیں (ج ۲ ص ۷۷) خود آنحضرت ﷺ کا حج کو قرضے پر قیاس فرمانا (ج ا ص ۳۶۲) صحابہ کا آپ کی مراد کو سمجھنے کے لئے اجتہاد کرنا اور آپ کا تصویب فرمانا (صلوۃ فی بنی قریظة ج۲ ص۹٦) آنحضرت ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک عورت کو کوڑے لگانے کے لئے بھیجنا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد سے آپ کے مطلق حکم کو مقید کر لینا (ج ۲ ص ۷۱) اور امام مسلمؒ فقہ کی تعریف میں احادیث لائے ہیں (ج ۲ ص ۱۴۴، ج ۲ ص ۲۶۸، ج ۲ ص ۳۰۸) اور فقہ کو ماننا، ادلہ اربعہ کو ماننا ہے اور صحیح مسلم میں ایک بھی حدیث ایسی نہیں کہ اجماع کو ماننے والا یا اجتہاد و فقہ کو ماننے والا کافر یا مشرک یا گنہگار ہے۔ نیز یہ حدیث لائے ہیں قال ۳۳؎ الدین النصیحة قال لمن قال للّٰه و لکتابه و لرسوله و لائمة المسلمین و عامتهم (ج۱ ص٥٤) و قد یتناول ذلك علی الائمة الذین هم علماء الدین و ان من نصیحتهم قبول ما رووه و تقلیدهم فی الاحکام و احسان الظن بهم قاله الخطابی نووی (ج۱ ص٥٤) اب جب امتیوں کے اجتہاد کا دلیل شرعی ہونا معلوم ہو گیا تو امت کا بہترین طبقہ خیر القرون ہے اور ان کی افضلیت بالترتیب ہے (ج ۲ ص ۳۰۸، ۳۰۹) اور اس قرن میں بھی رجل فارس کی علمی پرواز ثریا تک ہے (ج ۲ ص ۳۱۲) پس اہل سنت والجماعت کی حقانیت عموماً اور احناف کی افضلیت خصوصاً معلوم ہوئی اس کے بالمقابل ضال مضل لوگوں کا بھی ذکر فرمایا ان اللّٰه لا ینتزع العلم من الناس انتزاعاً و لکن یقبض العلماء فیرفع العلم معهم و یبقی فی الناس رؤساً جهالاً یفتونهم بغیر علم فیضلون و یضلون ۳۴؎ (ج۲ ص ۳٤٠) اور یہ بھی نشان دہی فرمائی کہ وہ حدیثوں سے گمراہ کیا کریں گے سیکون فی آخر امتی اناس

۳۳؎ آپ نے فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ پوچھا کہ کس کی خیر خواہی؟ فرمایا کہ اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے ائمہ اور عام لوگوں کی خیر خواہی۔ خطابی فرماتے ہیں کہ یہ ائمہ دین کو بھی شامل ہے اور ان کی خیر خواہی یہ ہے کہ جو وہ روایت کریں اسے قبول کر لیا جائے اور احکام میں ان کی تقلید کی جائے اور ان سے حسن ظن رکھا جائے۔ ۳۴؎ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم قبض کرنے کی صورت یہ ہوگی کہ وہ صحیح علماء کو اٹھا لے گا، بس باقی جاہل لوگ بڑے بن جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

یحدثونکم بما لم تسمعوا انتم و لا آباؤکم (ج۱ ص۹) یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم و لا آباؤکم فایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم ۳۵(ج۱ ص۱۰) ادھر امام مسلمؒ نے طائفہ منصورہ کی حدیث (ج۲ ص۱۴۳،۱۴۴) پر سات صحابہ سے روایت کی ہے اس جماعت منصورہ کی دو خاص نشانیاں ہیں۔

(۱) قتال علی الحق یعنی ان کو سیاسی غلبہ نصیب ہوگا خلفاء اور ملوک ہوں گے جن کی سرپرستی میں وہ ملک گیری اور قتال علی الحق کو جاری رکھیں گے۔

(۲) فقہ فی الدین یعنی ان کو سب پر علمی برتری نصیب ہوگی کیونکہ فقہ کا مدار اصول اربعہ ہیں جو فقہ میں غالب ہے وہ علوم قرآن، علوم سنت، اجماع و اجتہاد سب میں غالب ہے یعنی مجاہدین ملک حاصل کریں گے اور فقہاء قانون اسلامی نافذ کریں گے اما هذه الطائفة فقال البخاری هم اهل العلم و قال احمد بن حنبل ان لم یکن اهل الحدیث فلا ادری من هم قال القاضی عیاض انما اراد احمد اهل السنة و الجماعة و من یعتقد مذهب اهل الحدیث قلت و یحتمل ان هذه الطائفة مفرقة بین انواع المؤمنین منهم شجعان مقاتلون و منهم فقهاء و منهم محدثون و منهم زهاد و آمرون بالمعروف و الناهون عن المنکر و منهم انواع اخری من الخیر و لا یلزم ان یکونوا مجتمعین بل قد یکون متفرقون فی اقطار الارض و فی هذا الحدیث معجزة ظاهرة فان هذا الوصف ما زال بحمد الله تعالی من زمن النبی ﷺ الی الان و لا یزول حتی یاتی امر الله المذکور فی الحدیث (نووی ج۲ ص۱۴۳) حدیث میں دو باتیں تھیں مجاہدین اُن کا ذکر پہلے کر دیا پھر فقہاء کا ذکر تھا ان کی مناسبت سے محدثین کا ذکر کیا کہ اصول فقہ میں حدیث بھی ہے، یہ فقہاء کے خادم ہیں، خود کہتے ہیں کہ فقہاء طبیب ہیں اور ہم پنساری، آمرین

۳۵ یعنی آخر زمانہ میں ایسے دجال کذاب آئیں گے جو تمہیں ایسی ایسی حدیثیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں نہ تمہارے آباؤ اجداد نے تم ان سے بچنا تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔

بالمعروف اور ناهين عن المنكر فقہ کی تبلیغ کرنے والے ہیں، زیادہ فقہ پر عمل کرنے والے ہیں، باقی انواع خیر کا منبع بھی فقہ ہی ہے چنانچہ اسی حدیث میں ہے من یرد اللہ به خيراً يفقهه في الدين (ج٢ ص١٤٤)

صاحب درمختار فرماتے ہیں "و الحاصل ان ابا حنيفة النعمان من اعظم معجزات المصطفى بعد القرآن و حسبك من مناقبه اشتهار مذهبه (ای فی عامة بلاد الاسلام بل في كثير من الاقاليم و البلاد لا يعرف الا مذهبه كبلاد الروم و الهند و السند و ما وراء النهر و سمرقند و قد نقل ان فيها تربة المحمديين دفن فيها نحو من اربعمائة نفس كل منهم يقال له محمد صنف و افتى و اخذ عنه الجم الغفير و لما مات صاحب الهداية منعوا دفنه بها فدفن بقربها و روى انه نقل مذهبه نحو من اربعة آلاف نفر و لا بد ان يكون لكل اصحاب وهلم جراً الخ) ماقال قولا الا اخذ به امام من الائمة الاعلام (سب ائمہ خوشہ چیں ہیں) وقد جعل الله الحكم لاصحابه و اتباعه من زمنه الى هذه الايام (فالدولة العباسية و ان كان مذهبهم مذهب جدهم فاكثر قضاتها و مشائخ اسلامها حنفية يظهر ذلك لمن تصفح كتب التواريخ و كان مدة ملكهم خمسمائة سنة تقريباً و اما الملوك السلجوقيون و الخوارزميون فكلهم حنفيون و قضاة ممالكهم غالبها حنفية و اما ملوك زماننا سلاطين آل عثمان ايده الله تعالى دولتهم ما كر الجديد ان فمن تاريخ تسع مائة الى يومنا هذا لا يولون القضاء سائر مناصبهم الا للحنفية) الى ان يحكم بمذهبه عيسى عليه السلام (یعنی عیسیٰ کا اجتہاد موافق امام صاحب کے ہوگا۔ راجع کشف شعرانی) و هذا يدل على امر عظيم اختص به من بين سائر العلماء العظام كيف لا و هو كالصديق رضی اللہ عنہ له اجره و اجر من دوّن الفقه و الفه و فرّع احكامه على اصوله العظام الى يوم الحشر و القيام و قد اتبعه على مذهبه كثير من الاولياء الكرام ممن اتصف بثبات المجاهدة و ركض في ميدان المشاهدة كابراهيم بن ادهم و شقيق البلخي و معروف الكرخي و ابي يزيد البسطامي و

فضیل بن عیاض و داؤد الطائی و ابی حامد اللفاف و خلف بن ایوب و عبد الله بن المبارك و وكيع بن الجراح و ابی بكر الوراق ممن لا يحصى لبعده ان يستقصى فلو وجدوا فيه شبهة ما اتبعوه و لا اقتدوا به و لا وافقوه و قال الاستاذ ابو القاسم القشيرى فى رسالته مع صلابته فى مذهبه و تقدمه فى هذه الطريقة سمعت الاستاذ ابا على الدقاق يقول انا اخذت هذه الطريقة من ابى القاسم النصرابازى و قال ابو القاسم انا اخذتها من الشبلى و هو اخذها من السرى السقطى و هو من معروف الكرخى و هو من داؤد الطائى و هو اخذ العلم و الطريقة من ابى حنيفة و كل منهم اثنى عليه و اقره بفضله فعجباً لك يا اخى! الم يكن لك اسوة حسنة فى هولاء السادات الكبار كانوا متهمين فى هذا الاقرار و الافتخار و هم ائمة هذه الطريقة و ارباب الشريعة و الحقيقة، و من بعدهم فى هذا الامر فلهم تبع و كل ما خالف ما اعتمدوه مردود و مبتدع، بالجملة فليس ابو حنيفة فى زهده و ورعه و عبادته و علمه و فهمه بمشارك (درمختار مع الشامى ج۱ ص۴۲،۳۸) الغرض تاریخ اسلام میں سیاست اور تفقہ فی الدین پر ہمیشہ احناف کا غلبہ رہا ہے، لامذہب غیر مقلدین کو کبھی نہ ہی سیاسی غلبہ نصیب ہوا نہ ہی فقہی برتری، ملکہ وکٹوریہ کے دور سے پہلے یہ ذرا محدثین، فقہاء، سلاطین، مجاہدین، اولیاء کرام اور اپنی کتب حدیث کتب فقہ کی فہرست پیش کریں الغرض طائفہ منصورہ کے اولین و کامل مصداق احناف ہیں۔

نوٹ: اس ملک میں سب حنفی تھے اور امام صاحبؒ کے مقلد۔ اب اس میں فتنہ ڈالنا حدیث پاک فوابیعة الاول کی مخالفت تھی ج۱ص۱۲۶ نیز بخاری ج۲ص۱۰۹۲ پر اور مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے بیعت لی ان لا ننازع الامر اھله[٦] تو اگر کوئی نااہل کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ یا مفتی سے نزاع کرتا ہے تو وہ نبی اقدس ﷺ کے فرمان

[٦] یعنی کسی بھی معاملہ میں اس معاملہ کے اہل لوگوں سے جھگڑا نہ کریں۔ (مثلاً اجتہاد کے معاملہ میں ائمہ مجتہدین سے جھگڑا نہ کریں)

کا مخالف ہے۔

جامع ترمذی: امام ترمذیؒ نے بھی اجماع کی احادیث نقل فرمائی ہیں ابواب الفتن میں باقاعدہ فی لزوم الجماعۃ لائے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ جابیہ سے یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمائے ہیں علیکم بالجماعۃ و ایاکم و الفرقۃ فان الشیطان مع الواحد و ھو من الاثنین ابعد من اراد بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ [37] ھذا حدیث حسن صحیح غریب ان اللّٰہ لا یجمع امتی اوقال امۃ محمد علی ضلالۃ و ید اللّٰہ علی الجماعۃ و من شذ شذ الی النار (ص ۳۱۵) اور ص ۳۱۹ پر ماجاء فی صفۃ المارقۃ میں خوارج کا تذکرہ فرمایا ہے اور ایک بھی حدیث نہیں کہ اجماع کا ماننے والا دوزخی ہے۔

اجتہاد: اذا حکم الحاکم فاجتھد فاصاب فلہ اجران و اذا حکم فاخطأ فلہ اجر واحد [38] (ص ۲۱۰ ابواب الاحکام) اور پھر حدیث معاذ رضی اللہ عنہ لائے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ مسائل اجتہادیہ میں مجتہد اجتہاد کرے گا اور باقی اس کے اجتہاد پر عمل کریں گے اس کو تقلید کہتے ہیں اگر کوئی غیر مجتہد، مجتہد کی بجائے اپنی خودرائی کرے تو اس پر ہدایت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے و اعجاب [39] کل ذی رأی برأیہ فعلیک بنفسک خاصۃ ودع امر العوام (ص ۴۳۵ تفسیر المائدۃ) ای یجد کل احد فعل نفسہ حسناً، ان کان قبیحاً و لا یراجع العلماء فیما فعل بل یکون مفتی نفسہ (سندھی) و اعجاب کل ذی رأی برأیہ قال القاری ای من غیر نظرالی الکتاب

---

[37] تم پر جماعت کے ساتھ چلنا لازم ہے اور جماعت سے علیحدہ ہونے سے بچو کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے زیادہ دور ہو جاتا ہے اور جو جنت کا وسط چاہے تو جماعت کو لازم پکڑے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر مجتمع نہیں فرمائیں گے۔ اور جماعت کے ساتھ اللہ کی نصرۃ ہوتی ہے اور جو جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں ڈال دیا گیا۔ [38] اس کا مطلب حاشیہ نمبر ۵ پر گذرا۔ [39] اور ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرنے لگے تو تم اپنی فکر کرو اور لوگوں کو چھوڑ دو۔ امام سندھیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اپنے کام کو باوجود برا ہونے کے اچھا سمجھے اور علماء سے مراجعت نہ کرے بلکہ خود اپنا مفتی بن جائے۔ امام ملا علی قاریؒ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ وہ کتاب، سنت اور اجماع وقیاس کو چھوڑ دے اور ائمہ اربعہ کی اقتداء نہ کرے۔

و السنة و اجماع الامة و القیاس علی اقوی الادلة و ترك الاقتداء بنحو الائمة الاربعة قاله الطیبی (انجاح الحاجة ص۲۹۹) اورابواب العلم میں حدیث من یرد اللّٰه به خیراً یفقهه فی الدین [۴۰](ص۳۷۹) اور فقہ جامع ادلہ اربعہ کو ہے اور رب حامل فقه الحدیث لاکر بتایا کہ فہم محدث حجت نہیں فہم فقیہ حجت ہے (ص۳۸۰) اور یہ حدیث فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد [۴۱](ص۳۸٤) خصلتان لا تجتمعان فی منافق حسن سمت و لا فقه فی الدین [۴۲](ص۳۸٤) فقہ سے اختلاف یا شیطان کو ہے یا منافق کو اور منافق کی یہ بھی نشانی ہے الشاة العائرة بین الغنمین اسی لئے امام ترمذیؒ نے فقہاء کے مذاہب بھی نقل فرمائے ہیں اور علماء یعنی فقہاء کے بالمقابل لوگ جہال کورؤس بنائیں گے وہ خود فقہ سے خالی ہوں گے خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے اور وہ علم اس نیت سے پڑھیں گے من طلب العلم لیجاری به العلماء اولیماری به السفهاء ویصرف به وجوه الناس الیه ادخله اللّٰه النار [۴۳] (ص ۳۸۰) اور جیسے یہود ونصاریٰ تورات انجیل پڑھتے تھے مگر سمجھتے کچھ نہ تھے (ص۳۸۰) یہی حال غیر مقلدوں کا جس طرح یہود احبار رہبان (غیر مجتہدین) کی رائے پر چلتے تھے (ص۴۴۱) التو یہ اب جبکہ امتی مجتہدین عوام اور نبی ﷺ کے مابین واسطہ فی البیان اور واسطہ فی التفہیم قرار پائے تو کس دور کے مجتہدین کو زیادہ قابل اعتماد سمجھا جائے گا۔ اس سلسلہ میں خیر القرون کی افضلیت منصوص ہے (ص۳۲۳، ۵۴۸ ابواب الفتن) ابواب الفتن اور خیر القرون میں بھی اہل فارس و الذی [۴۴]نفسی بیده لو کان الایمان بالثریا لتناوله رجال من هؤلاء (ص٤٧٦ و الجهاد ص٥٥٦ مناقب) اور اس کے مذہب کو قبول۔ عامہ بھی نصیب ہوئی ہو سیجعل لهم الرحمن

[۴۰] اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا فیصلہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ (فقہ) عطا فرماتے ہیں۔ [۴۱] ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔ [۴۲] منافق میں نہ حسن خلق جمع ہوسکتی ہے نہ ہی دینی سمجھ۔ [۴۳] جس نے علم دین حاصل کیا تاکہ اس کے ذریعہ علماء سے مقابلہ کرے یا جاہلوں سے جھگڑا کرے یا لوگوں کو اپنا معتقد بنائے تو اللہ تعالی اسے جہنم میں داخل کریں گے۔ [۴۴] یعنی خدا کی قسم اگر ایمان ثریا ستارے پر چلا جائے تو فارس کے لوگوں میں سے رجال اسے وہاں سے بھی لے آئیں گے۔ (اس کا اولین مصداق امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں)

ودا (ص ۵۲ ۴۳ تفسیر سورت مریم) یہ سب باتیں امام اعظم میں ہی پائی جاتی ہیں۔

و كذلك قال الفقهاء و هم اعلم بمعاني الحديث ۳۵ (ص ۱٦۲ باب غسل الميت) فقهاء الاشراف و اولوا الالباب (ص ۳۷۵) اضافه الفرائض الى الايمان قول وكيع اشعار البدن (ص ۱۵۲) اهل الرأي۔ باب ماجاء في الطلاق قبل النكاح (ص ۱۹۰، ۱۹۱)

ابوداؤد: آپ اجماع کی دلیل میں ۷۳ فرقوں والی حدیث لائے ہیں اور ناجی جماعت ھی الجماعة (ج۲ ص ۱٦٤ كتاب السنه) من فارق الجماعة (ج۲ ص ۱۷۹) اور اجتہاد کے لئے اذا حكم الحاكم (ج۲ ص ۷۰ كتاب الا قضية) حدیث معاذ رضی اللہ عنہ (ج۲ ص ۷۱، ۷۲) القضاة ثلاثة (ج۲ ص ۷۰) اور انه اقضي بينكم بالرأي فيما لم ينزل على فيه ۳٦ (ج۲ ص ۷۱) العلم ثلاثة (ج۲ ص ۹ كتاب الفرائض) نضر الله عبداً سمع مقالتي (ج۲ ص ۷۸ كتاب العلم) لا يقض الا امير او مامور او مختال (ج۲ ص ۷۹) امیر مجتہد، مامور مقلد اور مختال غیر مقلد باب قتل الخوارج (ج۲ ص ۱۷۹، ۱۸۰) انما شفاء العي السوال (ج۱ ص ۳٦ باب في المجروح يتيمم) اور بوقت اختلاف احادیث عمل صحابہ رضی اللہ عنہم دیکھا جائے گا۔ (ج۱ ص ۷۲ قبل ابواب تفريع استفتاح الصلوة)

نسائی اجماع کے لئے من فارق الجماعة الحديث ج۲ ص ۱٤۵، ۱٤٦ ذكر ما يحل به دم المسلم اور اجتہاد کے لئے اذا حكم الحاكم قياس حج بر دين، منشور عمر رضی اللہ عنہ ادله اربع، منشور ابن مسعود رضی اللہ عنہ ادله اربعه (ج۲ ص ۲٦٤) كتاب آداب القضا الدين النصيحة (ج۲ ص ۱٦٤)

ادلہ اربعہ: بسم اللہ نوشتن از انگشت بر پیشانی میت از کتاب اللہ تعالی وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اجماع امت و قیاس مجتہدین ثابت نیست و ہر چہ ازیں ادلہ اربعہ ثابت

۳۵ یعنی فقہاء حدیث کا معنی سب سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ ۳٦ یعنی کسی مسئلہ میں مجھ پر وحی نہ آئے تو میں اجتہاد سے فیصلہ کرتا ہوں۔

نباشد کردنش روا نیست ۷۲ے (فتاویٰ علماء حدیث ج ۲ ص ۶۷)

اجماع: علامہ حسن چلپی حاشیہ تلویح (ص ۳۶۷) پر فرماتے ہیں:

صاحب دراسات نے جو قصہ لواقع سے نقل کیا ہے سو اس کا نشان تک کتب حنفیہ میں نہیں ہے ابوحنیفہ کئی لوگوں کی کنیت ہے نواب صدیق الحسن کشف الالتباس (ص ۲۴۵) پر لکھتے ہیں یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب بہ شیطان الطاق کی ہے نہ نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ کی کیونکہ یہ لوگ بسبب بے علمی کے عبارت ائمہ کو نہ سمجھتے تھے پس ترتیب کرنا قیاس شرعی کا ان سے ممکن نہ تھا اس لئے ائمہ نے ان کو قیاس سے منع فرمایا اور امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کو بملاحظہ کثرت علم قوت اجتہاد اجازت قیاس کی دی چنانچہ کتب حنفیہ اور رسائل اہل بیت میں اجازت امام جعفر صادق کی امام صاحب کے لئے مصرح ہے۔

نیا فرقہ: اور ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور در حقیقت وہ لوگ اتباع حدیث سے کنارے (بہت دور) ہیں جو حدیثیں سلف اور خلف کے ہاں معمول بہا ہیں ان کو ادنیٰ سی قدح اور کمزور جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہ کے اقوال اور افعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور اپنا نام محقق رکھتے ہیں حاشا وکلا، اللہ کی قسم یہی لوگ ہیں جو شریعت محمدیہ کی حد بندی کے نشان گراتے ہیں اور ملت حنفیہ کی بنیادوں کو کھینہ کرتے ہیں اور سنت مصطفویہ کے نشانوں کو مٹاتے ہیں اور احادیث مرفوعہ کو چھوڑ رکھا ہے اور متصل الاسانید آثار کو پھینک دیا ہے اور ان کے دفع کرنے کے لئے وہ حیلے بناتے ہیں جن کے لئے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ کسی مومن کا سر اٹھتا ہے (فتاویٰ علماء حدیث ج ۷ ص ۷۹، ۸۰ فتاویٰ غزنویہ ج ۱ ص ۲۰۶) یہ فتوی مولانا عبد الجبار غزنوی کا عربی میں ہے جس کا ترجمہ مولانا عبدالتواب ملتانی نے کیا ہے اور مولانا ابو الحسنات علی محمد سعیدی نے اس کو فتاویٰ علماء حدیث میں نقل کیا ہے۔

یہ تین شہادتیں ہوئیں۔

۷۲ے یعنی میت کی پیشانی پر بسم اللہ لکھنا نہ کتاب اللہ سے ثابت ہے نہ سنت رسول ﷺ سے نہ اجماع سے نہ قیاس سے۔ اور جو چیز ان چاروں دلائل میں سے کسی سے ثابت نہ ہو اس کا کرنا جائز نہیں (یعنی انہوں نے چار دلائل کو مان لیا)